اداریہ

سوڈان: شمال - جنوب کشمکش اور اِس کا حل؟

سوڈان کے فوجی حکمران جنرل عمر حسن البشیر نے حال ہی میں "جنوب" کے عیسائی باغیوں کے لیے عام معافی کا اعلان کیا ہے۔ ۳۰ جون ۱۹۸۹ء کو عنانِ اقتدار سنبھالنے سے لے کر اب تک اُن کی طرف سے اس نوعیت کا یہ تیسرا اعلان ہے مگر شمال - جنوب کشمکش میں بہتری کے کوئی آثار نظر نہیں آ رہے۔

شمال - جنوب کشمکش آزاد سوڈان کے ابتدائی سولہ برسوں میں ملک کا سب سے بڑا قومی مسئلہ رہا اور گذشتہ نو برسوں سے ایک بار پھر اس نے یہی صورت اختیار کر رکھی ہے۔ سوڈان کے ارباب حل و عقد اِس کشمکش سے ملکی معیشت کو پہنچنے والے نقصان سے بخوبی آگاہ ہیں اور اُن کے نزدیک فوجی اقدام تنازعے کا کوئی واحد حل بھی نہیں مگر "جنوب" کی پیچیدہ صورتِ حال اُنھیں اِس گرداب سے نکلنے نہیں دے رہی۔

سوڈان براعظم افریقہ کا سب سے بڑا ملک ہے جو تقریباً ایک لاکھ مربع میل کے وسیع رقبے پر پھیلا ہوا ہے۔ بحر قلزم کے علاوہ آٹھ ملکوں سے اس کی سرحدیں ملتی ہیں ۱۹۸۳ء کے اعداد و شمار کے مطابق آبادی دو کروڑ پانچ لاکھ نفوس پر مشتمل ہے جن میں سے ۷۵ فیصدے زائد مسلمان ہیں۔ اقلیتوں میں مظاہر پرستوں کی تعداد سب سے زیادہ ہے جو زیادہ تر ملک کے جنوبی حصے یا "جنوب" میں آباد ہیں۔ جنوب جو ۱۹۸۳ء سے بالائی نیل، بحر الغزال اور استوائی خطے کے تین صوبوں میں منقسم ہے، پورے ملک کے تقریباً ایک چوتھائی حصے پر مشتمل ہے اور ملکی آبادی کا بھی تقریباً ایک چوتھائی حصہ یہاں بود و باش رکھتا ہے۔ "جنوب"، شمال سے جغرافیائی اور انتظامی طور پر ہی مختلف نہیں بلکہ نسلی، مذہبی اور سیاسی طور پر بھی مختلف رہا ہے اور اس اختلاف کی جڑیں کافی گہری ہیں۔

تاریخی طور پر "شمال" بحیثیت مجموعی اسلام کے زیر اثر رہا۔ یہاں عرب مسلمانوں کے اثرات بہت زیادہ رہے ہیں۔ اُن میں سے بہت سے یہاں آباد ہوئے اور اُن کی زبان یعنی عربی علاقے کی زبان بن گئی۔ اشتراکِ زبان و مذہب کی بناء پر شمال کے لوگوں کے اپنے ہمسایہ عربوں سے قریبی روابط رہے۔ اِس کے برعکس "جنوب" اسلام کے پیغام سے بڑی حد تک محروم رہا۔ مختلف قبائل اپنی

اپنی رسومات اور عقائد پر کاربند رہے حتیٰ کہ نوآبادیاتی دور میں عیسائی مبلغوں کی صورت میں ایک نیا عنصر داخل ہوا۔

عیسائی مبلغوں کی جانفشانی اور محنت کی داد نہ دینا زیادتی ہوگی۔ اُنھوں نے افریقہ کی زبانیں سیکھیں، مختلف زبانوں کی ترویج و اشاعت میں حصہ لیا۔ افریقہ کی زبانی تاریخ کو حیطۂ تحریر میں لائے تاہم یہ ساری سرگرمیاں اس خواہش کے گرد گھومتی رہیں کہ افریقہ کو مسیحی دُنیا کا حصہ بنا دیا جائے۔ سوڈان میں ان مبلغوں نے بالخصوص "جنوب" کو اپنی توجہ کا مرکز بنایا۔ اولاً اس لیے کہ اس خطے میں شمال کے مسلم تہذیبی منطقے کی نسبت کامیابی کے امکانات زیادہ تھے۔ ثانیاً "جنوب" کے راستے مشرقی افریقہ میں عیسائیت کی پیش رفت ہو سکتی تھی۔

۱۸۹۸ء کے معاہدے کے مطابق سوڈان کا نظم و نسق مشترکہ طور پر مصر اور برطانیہ کے ہاتھ میں تھا مگر عملاً برطانوی حکمران ہی سیاہ و سفید کے مالک تھے۔ مصر جو خود برطانیہ کے زیر تسلط تھا، سوڈان کے معاملات پر اُس کی کوئی آواز تھی اور نہ کردار ہی۔ برطانوی حکمرانوں نے اپنی نوآبادیاتی مصلحتوں کے تحت "شمال" اور "جنوب" کو ایک دوسرے سے کاٹ کر رکھا اور "جنوب" میں تعلیم کا انتظام مکمل طور پر عیسائی مبلغوں کو سونپ دیا۔ رومن کیتھولک، اینگلیکن اور پریسباٹرین مبلغوں کے لیے الگ الگ حلقہ ہائے اثر متعین کر دیے گئے اور یہ لوگ تعلیم اور سماجی خدمات کے راستے مقامی قبائلیوں کو حکمرانوں کے ہم مذہب بنانے کے لیے کوشاں رہے۔ سیاسی قوت اور بھرپور مادی وسائل کے باوجود عیسائی مبلغ "جنوب" کی آبادی کے ایک معمولی سے حصے کو اپنے زیر اثر لانے میں کامیاب ہو سکے۔ آج "جنوب" میں عیسائی آبادی دس فیصد سے زیادہ نہیں اور اکثریت یعنی اسی فیصد حسبِ روایت قبائلی مذاہب کی پیرو کار ہے۔

"شمال" جہاں اسلام اور عربی زبان کے توسط سے ایک تہذیبی منطقہ ہے، "جنوب" اس خوبی سے محروم ہے۔ جنوب بیسیوں قبائل میں منقسم ہے جو شاخ در شاخ بٹے ہوئے ہیں۔ ایک رپورٹ کے مطابق قبائلی شناخت کے حوالے سے ۵۷۲ گروہ ہیں۔ تاہم ان میں سے سب سے بڑا گروہ "ڈنکا" قبیلے کا ہے جو جنوب کی آبادی کے ایک تہائی کی نمائندگی کرتا ہے۔ باقی قبائل میں نیور، بری، مدٹی، لٹوکو، زاندے اور ٹپوسا نمایاں ہیں۔ یہ قبائل مختلف زبانیں بولتے ہیں۔ عوامی سطح پر رابطے کی زبان عربی ہے تاہم ان قبائل کا جدید تعلیم یافتہ طبقہ عربی کی جگہ انگریزی کو دینا چاہتا ہے۔ شمال کے لوگ جہاں عرب تعلقات کو اہمیت دیتے ہیں وہاں "جنوب" کے بعض قبائل کے لیے اپنے جغرافیائی محل وقوع اور نسلی تعلق کے حوالے سے ہمسایہ افریقی ممالک زیادہ اہم ہیں۔

نوآبادیاتی دور کی پالیسیوں کے نتیجے میں "شمال" اور "جنوب" یکساں طور پر معاشی ترقی سے

مستفید نہ ہو سکے۔ برطانوی حکمرانوں نے جنوب کو مذہبی اور ثقافتی طور پر "شمال" سے کاٹ دینے کی غرض سے "جنوب" کا نظم و نسق شمال سے الگ رکھا۔ اِس نظم و نسق کے پیش نظر کوشش کی گئی کہ جنوب کی عرب آبادی کو شمال کی جانب ہجرت کرنے پر آمادہ کیا جائے اور شمال سے عرب تاجروں یا مبلغین کو جنوب میں نہ آنے دیا جائے۔ ۱۹۱۷ء میں صرف جنوبیوں پر مشتمل فوجی دستے تیار کیے گئے جنھوں نے جنوب میں سوڈانی دستوں کی جگہ لی۔ اِس پالیسی کا نقصان یہ ہوا کہ سوڈان کی معاشی ترقی کے لیے جو محدود وسائل میسر تھے اور زیادہ تر مصر سے حاصل ہو رہے تھے، وہ جغرافیائی طور پر مصر سے متصل شمال میں استعمال ہوئے اور جنوب میں کوئی ترقیاتی کام نہ ہو سکا۔

دوسری عالمی جنگ کے بعد نوآبادیاتی گرفت کمزور ہونے لگی اور دُنیا بھر میں قوم پرست تنظیمیں قوت پکڑنے لگیں تو سوڈان میں تحریکِ آزادی مضبوط ہو گئی۔ "شمال" کی طرف سے بڑھتے ہوئے دباؤ کے تحت جنوب کے بارے میں برطانوی حکمرانوں کو اپنی پالیسی پر نظر ثانی کرنی پڑی۔ وہ جنوبی سوڈان کو مشرقی افریقہ کا حصہ تو نہ بنا سکے البتہ آغاز سے ۱۹۴۷ء تک اُنھوں نے "شمال" اور "جنوب" کے درمیان جو ثقافتی، مذہبی اور سیاسی دیواریں کھڑی کی تھیں وہ کافی بلند ہو چکی تھیں۔ اِن دیواروں کو گرانے یا اِن کے اندر روزن بنانے کے لیے آزاد سوڈان کے حکمران روزِ اول سے اب تک کوشاں ہیں۔

تحریکِ آزادی کے زمانے میں جب مصنوعی حد بندیاں ختم ہوئیں اور "جنوب" کے لوگوں کو آزادانہ طور پر شمال کے ہم وطنوں سے تعلق پیدا کرنے کا موقع ملا تو نوآبادیاتی دور کی پیدا کردہ خلیج کم ہونے لگی۔ یہ بات کچھ لوگوں کو پسند نہ آئی اور اعلانِ آزادی یکم جنوری ۱۹۵۶ء سے پہلے ہی شمال۔ جنوب کشمکش شروع ہو گئی۔ جنرل عبود کی فوجی حکومت نے فوجی اقدام کے ذریعے کشمکش ختم کرنے کی کوشش کی۔ "جنوب" کی عیسائی آبادی کو غیر ملکی عیسائی مبلغوں کی اخلاقی اور مادی امداد حاصل تھی۔ جنرل عبود نے عیسائی مبلغوں کو ملک سے نکال دیا اور اُن کے زیر نگرانی چلنے والے ادارے بند کر دیے تاہم یہ دونوں اقدامات زیادہ مفید ثابت نہ ہوئے۔ اِس عرصے (۱۹۶۳ء) میں Anya Nya گوریلا گروپ منظم ہوا جو زیادہ تر اُن سابق فوجیوں پر مشتمل تھا جنھوں نے ۱۹۵۵ء کی بغاوت میں حصہ لیا تھا۔ ۱۹۶۵ء کے بعد اِس گروپ نے یوگنڈا اور ایتھوپیا کی خفیہ اور علانیہ امداد سے اپنی سرگرمیاں تیز کر دیں۔ عیسائی مبلغوں نے اپنے بین الاقوامی رابطوں کے ذریعے "جنوب" کے حق میں رائے عامہ ہموار کی اور باہر سے جنوبی باغیوں کی مادی امداد کرتے رہے۔

بالآخر سترہ سالہ خانہ جنگی فروری ۱۹۷۲ء میں عدیس ابابا معاہدے کے تحت ختم ہوئی۔ جنوب کو "خود مختار علاقائی حکومت" ملی جو وفاقی طور پر سوڈان کی قومی حکومت کا جزو تھی۔ معاہدے کے بعد یہ

حقیقت سامنے آئی کہ خود مختاری عملاً صرف ایک قبیلے کے جدید تعلیم یافتہ لوگوں کے لیے مفید ثابت ہوئی۔ خود مختاری کے فوائد کو وسیع تر کرنے کی خاطر "جنوب" کو تین صوبوں میں تقسیم کر دیا گیا۔ اس تقسیم سے جن لوگوں کے مفادات پر زد پڑی اُنھوں نے اسے اپنے لیے چیلنج خیال کرتے ہوئے ہتھیار اٹھا لیے۔ اس کے بعد جعفر النمیری کا "عظیم گناہ" یہ تھا کہ اُس نے مسلمان عوامی خواہشات کے مطابق شرعی قوانین کے نفاذ کا اعلان کیا۔ (ستمبر ۱۹۸۳ء) نفاذ شریعت کے اقدام نے دُنیا کے نام نہاد آزاد خیالوں اور جمہوریت دوستوں کو "جنوب" کے علیحدگی پسندوں کے قریب کر دیا۔ النمیری نے ایتھوپیا کے فلاشہ یہودیوں کو اسرائیل پہنچانے میں درپردہ مدد دے کر اور سوڈان کی اسلامی قوت "اسلامک چارٹر فرنٹ" کے ہزاروں افراد کو جیل میں ڈال کر عوامی خواہشات کے نام نہاد محافظوں کو خوش کرنے کی کوشش کی مگر نمیری کو رائے عامہ کے خلاف اپنے اقدامات کا خمیازہ بھگتنا پڑا۔ اُسے امریکہ کے دورے سے واپسی پر خرطوم کے ہوائی اڈے پر اترنے کے بجائے اُس وقت قاہرہ میں اترنا پڑا جب عوامی احتجاج کے درمیان ۶ اپریل ۱۹۸۵ء کو فوج نے جعفر النمیری کے سولہ سالہ دور اقتدار کا خاتمہ کر دیا۔ نئے حکمران جنرل سوار الذہب نے عام انتخابات منعقد کرا کے اقتدار منتخب نمائندوں کو منتقل کرنے کا اعلان کیا اور اپریل ۱۹۸٦ء میں اپنا وعدہ ایفاء کر دیا۔

انتخابات سے کچھ پہلے جنوب کی باغی "سوڈان پیپلز لبریشن آرمی"، سوڈان افریقن کانگریس اور شمال کی امہ پارٹی کے درمیان "کوکاڈیم اعلان" (۱۴ مارچ ۱۹۸٦ء) کی صورت میں اتفاق ہو گیا کہ ہنگامی حالت کا خاتمہ ہوگا، ستمبر ۱۹۸۳ء میں نافذ شدہ شرعی قوانین منسوخ کر دیے جائیں گے اور ایسے تمام معاہدات منسوخ سمجھے جائیں گے جو سوڈان کو کسی غیر ملکی طاقت سے نتھی کرتے ہیں۔ امہ پارٹی کے جناب صادق المہدی نے "شرعی قوانین" کی مخالفت کر کے ایک طرف "جنوب" کو راضی کرنے کی کوشش کی مگر دوسری طرف شمال کے مسلمانوں کے سامنے یہ نقطۂ نظر پیش کیا کہ جعفر النمیری کے نافذ کردہ شرعی قوانین ناقص ہیں۔ وہ ان سے بہتر شرعی قوانین نافذ کرنا چاہتے ہیں۔

تاہم "جنوب" کے ٦٨ انتخابی حلقوں میں سے ۳۷ میں اس لیے انتخابات منعقد نہ ہو سکے کہ "سوڈان پیپلز لبریشن آرمی" کی سرگرمیوں کے باعث یہ ممکن نہ تھا۔ "جنوب" کی سیاسی جماعتوں نے ان انتخابات میں حصہ لیا۔ زیادہ تر نشستیں اُن سیاسی جماعتوں نے حاصل کر لیں جو "جنوب" کی تین صوبوں کی تقسیم کے حق میں ہیں البتہ آٹھ نشستیں ساوتھرن سوڈانیز پولیٹیکل ایسوسی ایشن نے حاصل کیں جو "جنوب" کی تقسیم کی مخالفت کرتی ہے۔

ان انتخابات کے نتیجے میں امہ پارٹی کے رہنما جناب صادق المہدی نے مخلوط حکومت بنائی۔ (مئی ۱۹۸٦ء) ابتداء میں ڈیموکریٹک یونینسٹ پارٹی، امہ پارٹی اور جنوب کی دو جماعتیں۔ پیپلز پروگریسو

پارٹی اور ساوتھرن سوڈانیز پولیٹیکل ایسوسی ایشن اس میں شامل تھیں نافذ شدہ شرعی قوانین کے حامی "نیشنل اسلامک فرنٹ" کو اس لیے نظر انداز کر دیا گیا کہ کابینہ میں اس کی شمولیت سے غیر مسلموں سے معاملہ کرنے میں دقت پیش آئے گی اور کابینہ کی "قومی حیثیت" متاثر ہوگی۔ صادق المہدی نے شرعی قوانین، پر جنہیں انہوں نے "ستمبر قوانین" کا نام دے رکھا تھا، نظر ثانی کا وعدہ کیا اور جنوب کو عارضی طور پر اُس وقت تک تین صوبوں میں منقسم رکھنے کا اعلان کیا، جب تک "جنوب" کی سیاسی جماعتیں خود کسی فارمولے پر متفق نہ ہو جائیں۔ جناب صادق المہدی "شرعی قوانین" کو منسوخ تو نہ کر سکے البتہ ان قوانین کے تحت اُنہوں نے مجرموں کو ملنے والی سزاؤں کو معطل رکھا۔ اس صورت حال سے سوڈان پیپلز لبریشن آرمی مطمئن نہ ہوئی اور اس کے رہنما کرنل جان گورنگ نے صادق المہدی سے ملاقات تک نہ کی۔

جناب صادق المہدی کی مخلوط حکومت ایک طرف امّہ پارٹی اور ڈیموکریٹک یونینسٹ پارٹی کی حریفانہ چپقلش اور دوسری طرف ان پارٹیوں کی اندرونی سیاست کے باعث کمزور رہی حتیٰ کہ جولائی ۱۹۸۷ء میں جناب صادق المہدی نیشنل اسلامک فرنٹ کو مخلوط حکومت میں شامل کرنے پر مجبور ہو گئے۔ نیشنل اسلامک فرنٹ جعفر النمیری کے نافذ کردہ شرعی قوانین کا حامی تھا تاہم اس کے رویے میں اس حد تک لچک تھی کہ یہ قوانین مزید بہتر بنائے جا سکتے ہیں۔ شمال - جنوب تنازعے کے خاتمے کے لیے نیشنل اسلامک فرنٹ کی قیادت اس امر کا اظہار کر چکی تھی کہ شرعی قوانین کا اطلاق "جنوب" کی غیر مسلم آبادی پر نہ ہوگا۔

نافذ شدہ شرعی قوانین میں ترمیم و اصلاح کی غرض سے ایک بل پارلیمنٹ میں پیش کر دیا گیا۔ (اگست ۱۹۸۸ء) اور جب یہ آخری مراحل طے کر رہا تھا تو مخلوط حکومت میں شامل بعض عناصر نے "جنوب" کی سوڈانیز پیپلز لبریشن آرمی کے ساتھ سودا کر لینے کی امید میں پارلیمنٹ سے اس نوعیت کی قرارداد منظور کروائی کہ شرعی قوانین پر فیصلہ ملتوی کیا جاتا ہے۔ اس مرحلے پر نیشنل اسلامک فرنٹ نے حکومت سے علیحدگی اختیار کر لی اور احتجاجی مظاہرے شروع کر دیے تاکہ حکمران شرعی قوانین کو ملتوی کرنے کے فیصلہ سے دستبردار ہو جائیں یا ان کی حکومت ختم ہو جائے۔

صادق المہدی حکومت ملک کی گرتی ہوئی معیشت کو سہارا دے سکی اور نہ "جنوب" کا مسئلہ حل کر سکی۔ اس کے ساتھ ہی شرعی قوانین کے بارے میں متضاد رویوں کے باعث ملک کے کسی بھی طبقے کو خوش کرنے میں ناکام رہی۔ ان حالات میں جون ۱۹۸۹ء کو ملک کی تاریخ میں چوتھی بار فوج نے نظم و نسق سنبھال لیا۔ نئے حکمران بریگیڈیر (اور اب جنرل) عمر حسن البشیر نے قوم سے خطاب میں واضح کیا کہ وہ تباہ کن شمال - جنوب کشمکش کو ختم کرنے کی کوشش کریں گے اور خستہ حال معیشت کی

بحالی کے لیے کوشاں رہیں گے۔

اولین مسئلے یعنی شمال جنوب کشمکش کے حوالے سے فوجی حکمرانوں نے قومی سطح پر ایک کانفرنس منعقد کی جو چالیس دن جاری رہی اور اس میں ملک بھر سے دو سو سے زائد سیاسی رہنماؤں، ادیبوں، سابق فوجی افسروں اور یونیورسٹیوں کے اساتذہ نے شرکت کی۔ (اکتوبر - نومبر ۱۹۸۹ء) کانفرنس کی کارروائی براہِ راست ریڈیو اور ٹیلی وژن سے نشر کی گئی۔ سوڈانی چرچوں کے نمائندوں کے ساتھ "جنوب" سے تیس معروف عوامی شخصیات اور سیاسی رہنماؤں نے شرکت کی۔ اس کانفرنس میں طے پایا کہ سوڈان کا نظامِ حکومت وفاقی ہونا چاہیے۔ جس میں وفاقی یونٹوں کو علاقائی اور ثقافتی خود مختاری حاصل ہونی چاہیے اور کسی بھی وفاقی اکائی کو یہ حق حاصل ہونا چاہیے کہ وہ کسی قسم کے مذہبی قوانین سے اپنے آپ کو مستثنیٰ کرلے۔ کانفرنس نے اپنی رپورٹ میں واضح کیا کہ "جنوب" کا مسئلہ پیدا کیا گیا ہے اور بیرونی مداخلت کے ذریعے اسے زندہ رکھا جا رہا ہے۔ اس حوالے سے بعض ہمسایہ ملکوں اور اسرائیل کی طرف سے مداخلت کا ذکر کیا گیا۔

جنرل عمر حسن البشیر نے بتایا کہ ۱۹۸۹ء تک شمال - جنوب کشمکش کے نتیجے میں سوڈانی فوج کے ۴۵۹۳ افراد اور باغیوں کے ۲۷،۰۰۰ افراد ہلاک ہوئے۔ بغاوت کی وجہ سے قحط کی صورت حال پیدا ہوئی جس سے ۲۵۹،۰۰۰ افراد لقمۂ اجل بن چکے ہیں۔ پانچ لاکھ سوڈانی اس کشمکش کے نتیجے میں اپنا وطن چھوڑنے پر مجبور ہوگئے اور ۳۵ لاکھ "جنوب" سے شمال کی جانب ہجرت پر مجبور ہوئے ہیں۔ ستر لاکھ مویشی ہلاک ہوئے ہیں اور ملک ۱۹۸۶ء سے ۱۹۸۹ء تک تین بلین سوڈانی پونڈ کی زرعی اجناس سے محروم ہوا ہے۔ تین سو ملین امریکی ڈالر کی سرمایہ کاری کے بعد جونگلی نہر کے پروجیکٹ پر کام رکا ہوا ہے۔ سوڈان ہر سال ۲،۴ بلین سوڈانی پونڈ اس بغاوت کو کچلنے پر خرچ کر رہا ہے۔

جنرل عمر حسن البشیر نفاذِ شریعت کے عمل سے وفادار ہیں تاہم ۳۱ دسمبر ۱۹۹۰ء کو سوڈان کے یوم آزادی کے حوالے سے قوم سے خطاب کرتے ہوئے انھوں نے کہا کہ "جنوب" میں جہاں مظاہر پرست اور عیسائی آبادی ہے، اُسے خود اپنا نظام اختیار کرنے کی اجازت ہوگی اور اس دوران میں وہاں کے قوانین میں کوئی تبدیلی نہ ہوگی۔

جنرل عمر حسن البشیر انتظامیہ کی اس مصالحت آمیز پالیسی کے جواب میں کرنل جان گورنگ کے زیر نگرانی ڈنکا قبیلے پر مشتمل سوڈانیز پیپلز لبریشن آرمی صرف "جنوب" ہی کو اپنی خواہشات کے مطابق دیکھنا نہیں چاہتی بلکہ وہ سوڈان میں سرے سے نفاذِ شریعت کی مخالف ہے۔ چاہے ملک کی اکثریت اپنے لیے شریعت کو ترجیح ہی کیوں نہ دے۔

اس کے بعد جنرل عمر حسن البشیر انتظامیہ مسلسل اس امر کا اظہار کر رہی ہے کہ شمال- جنوب

کشمکش کا حل سامنے آنا چاہیے۔ اُنہیں اس سلسلے میں بعض عیسائی مذہبی اداروں کی حمایت بھی حاصل ہے۔ (دیکھیے: "عالم اسلام اور عیسائیت" بابت ستمبر ۱۹۹۱ء، نومبر ۱۹۹۱ء) انقلابی کونسل کے ایک رکن کرنل محمد الامین خلیفہ نے اگست ۱۹۹۱ء کے اوائل میں نیروبی میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے دو ٹوک لفظوں میں بتایا کہ سوڈان کے شمال اور جنوب میں موجود تنوع کے پیش نظر واضح ہے کہ شریعت کا نفاذ غیر مسلم آبادی کے علاقے پر نہیں ہوگا۔ خلیفہ نے کہا کہ اُن کی حکومت کی اولین ترجیح مکالمے کے ذریعے امن کی بحالی ہے۔ وہ پُرامید تھے کہ سوڈانیز پیپلز لبریشن آرمی اور خرطوم انتظامیہ کے درمیان نائیجیریا کی وساطت سے مذاکرات ہو رہے ہیں اور ان میں قومی وحدت، ملک کی وفاقی شکل، "جنوب" کے لیے شریعت سے استثناء اور شمال۔ جنوب کی مساویانہ اور متوازن ترقی جیسے اُمور پر اتفاق رائے ہو چکا ہے۔ البتہ خلیفہ نے کثیر الجماعتی سیاست کو افریقہ کے لیے ناقابل عمل قرار دیتے ہوئے کہا کہ "ہم چار بار اس کا تجربہ کر چکے ہیں اور ہر بار ناکام ہوئے ہیں۔ کثیر الجماعتی نظام حکومت افریقہ میں ایسے ہی ہے جیسے تپتے ہوئے صحرا میں کوئی تھری پیس سوٹ پہنے ہوئے ہو۔"

یہ وہ پس منظر ہے جس میں جنرل عمر حسن البشیر بار بار "جنوب" کے باغیوں کے لیے عام معافی کا اعلان کر رہے ہیں مگر حقیقتاً یہ مسئلہ اُس وقت حل ہوگا جب سوڈان کے معاملات میں غیر ملکی مداخلت بند ہو۔ "شمال" کے عوام کی خواہش کا احترام کرتے ہوئے دُنیا کے نام نہاد جمہوریت پرست "نفاذِ شریعت" کی مخالفت چھوڑ دیں اور "جنوب" کے انفرادیت پسند طالع آزما سوڈان کی وحدت میں اپنا اور اپنے قبیلے کا مستقبل دیکھنے لگیں۔ (مدیر)